مولانا محمد صدیق ولی اللٰہی
تلمیذ امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی

# قرآن کا پرجوش مبلغ

حضرت مولانا محمد صدیق ولی اللٰہی، امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے ہیں۔ عمر عزیز کی نوے بہاریں ان کے مشاہدہ میں ہیں۔ ضعف و ناتوانی کے باوجود بیدار مغز اور چاق و چوبند ہیں۔ فکر ولی اللٰہی کی ترجمانی کا فریضہ نہایت بے باکی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ بلا کا حافظہ پایا ہے۔ اپنے مرشد و استاد مولانا عبید اللہ سندھی کی عبارتیں انہیں ازبر ہیں وہ ان کی کتابوں کے کئی کئی صفحات ایک ہی سانس میں سنانے پر قادر ہیں۔
ذیل میں ان کی ایک مختصر سی تحریر ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے جو انہوں نے ایک نشست میں املاء کرائی۔ یہ تحریر دراصل حضرت امیر شریعت کی مجاہدانہ زندگی پر ان کے بھرپور تاثر کی عکاس ہے۔ (کفیل)

حضرت امیر شریعت سے میری پہلی ملاقات ۱۹۳۱ء میں دہلی میں ہوئی۔ قرآن کریم پر ان کے ایک طویل لیکچر سننے کا اتفاق ہوا۔ برصغیر کی آزادی کی جدوجہد کے حوالے سے شاہ جی کے جذبات اور نصب العین سے مستفید ہوا جو ان کی عمر کا بہترین سرمایہ تھا۔ وہ تادم مرگ انہی خیالات اور جذبات کو ملک کے کونے کونے تک پہنچاتے رہے۔ وہ ابتدائی عمر سے ہی ذکی الطبع اور سمجھ بوجھ والے جفاکش اور محنتی واقع ہوئے تھے۔ شاہ جی کی پاکیزہ اور بے داغ جوانی کا ان کی شخصیت کی تکمیل میں بڑا دخل تھا۔ ان کا تمام زمانہ طالب علمی استقامت اور اعتدال سے مزین رہا علمی مشاغل میں غایت درجہ کا انہماک اور بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ ان کی استقامت اخلاص اور للھیت کی بناء پر ان سے مانوس تھے حضرت علامہ انور شاہ رحمہ اللہ نے ان کو تبلیغ کے میدان میں خاص طور پر مرزائیت کی تردید کی طرف توجہ دلائی اور لاہور کے ایک بڑے اجتماع میں شاہ جی کے ہاتھ پر جہاد کی بیعت کی اور انہیں امیر شریعت منتخب کیا اس کے بعد وہاں پر موجود پانچ سو علماء نے بھی بیعت کی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو آنے والے حالات کا شدید احساس تھا۔ جو مستقبل میں ہونے والا تھا وہ ان کی چشم تصور میں واشگاف تھا۔ وہ ان امور پر گفتگو کرتے کرتے بے اختیار ہو جاتے۔ وقتی طور پر ان کے عقیدت مند ان کی باتیں ماننے کو تیار نہ ہوتے تو شاہ جی ان پر برس پڑتے کہ جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں تمہاری نظروں سے اوجھل ہے۔ آخر کار جب وہی نتائج لوگوں کے سامنے آتے تو وہ سب کچھ ماننے پر مجبور ہو جاتے۔ شاہ جی نے فرمایا بنگال پاکستان سے جدا ہو جائے گا قومی تعصب بڑھتا چلا جائے گا۔ اور لوگ اسلام سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔ کشمیر کی تحریک میں شاہ جی نے

۱۹۳۱ء میں نمایاں کردار ادا کیا لاہور اور سیالکوٹ کے علاوہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں سے احرار رضا کاروں کے قافلے کشمیر میں داخل ہوتے، میں بھی شاہ جی کی تقریر سننے کے بعد لاہور سے ایک قافلے کے ساتھ کشمیر روانہ ہوا اور مجلس احرار کی برپا کردہ تحریک آزادی کشمیر میں حصہ لیا۔ جس کے نتیجہ میں ظالم ڈوگرہ شاہی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ قادیان میں مجلس احرار کے دفتر میں چھ ماہ قیام کیا اس وقت تاج الدین انصاری مرحوم اور مولوی عنایت اللہ چشتی آف چکڑالہ احرار کے دفتر میں رہتے تھے۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس میں شاہ جی کی گرجدار تقریر سنی۔ جس نے قادیانی ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا اس کانفرنس میں پانچ لاکھ افراد کو شاہ جی نے خطاب کیا۔ یہ کانفرنس قادیان سے باہر ایک ہائی سکول کے پنڈال میں ہوئی۔ شاہ جی مجسمہ اخلاق تھے اور ان کے خلق کریم نے ان کے سیاسی حریفوں کو بھی ان کے سامنے زیر کر دیا تھا۔

بقول اقبال:

حفظ اسرار کا فطرت کو ہے سودا ایسا
راز داں پھر نہ کوئی پیدا کرے گی ایسا

مسلمانوں کے زوال اور انحطاط پر شاہ جی کا دل کڑھتا تھا اور وہ شب و روز اسی فکر میں غلطاں رہتے تھے کہ کسی طرح مسلمان اس انحطاط اور زوال سے نکلیں جس کا واحد نسخہ قرآن کی حکمت ہے جب اپنے پاس قرآن جیسا مکمل اور انقلابی پروگرام ہے تو دوسروں کی چوکھٹوں پر بھیک نہیں مانگنی چاہیئے۔ شاہ جی نے امام شاہ ولی اللہ کا قول

**فک کل نظام**

پیش کرتے ہوئے امام ولی اللہ کی پیشین گوئی کی طرف اشارہ کیا تھا کہ ان کی اولاد کے پہلے طبقے سے علم حدیث کو فروغ ملے گا اور دوسرے طبقے میں علم و حکمت کی اشاعت ہو گی۔ چنانچہ امام عبدالعزیز سے حدیث کا شیوع ہوا اور مولانا رفیع الدین کی "تکمیل الاذہان" اور شاہ اسماعیل شہید کی "عبقات" سے حکمت کے ایک نئے اسکول کی طرح پڑی نیز امام ولی اللہ نے فرمایا تھا کہ ان کے بیٹوں کی اولاد سے ایسے افراد پیدا ہونگے جو ان کے بیٹوں کے بعد ان کے کام کو آگے بڑھائیں گے۔ "الصدر الحمید" مولانا محمد اسحاق اور مولانا محمد یعقوب حضرت شاہ ولی اللہ کی اس پیشین گوئی کا مصداق بنے۔ شاہ ولی اللہ نے "فیوض الحرمین" میں لکھا ہے کہ خلافت کی دو قسمیں ہیں۔ خلافت باطنہ اور خلافت ظاہرہ امام ولی اللہ کی جماعتی تنظیم اور جدوجہد سے مراد باقاعدہ حکومت کی تشکیل ہے اور جس کے نتیجے میں یہ باقاعدہ حکومت بروئے کار آتی ہے۔ ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں مسلمانوں کا جو دور زندگی تھا خلافت باطنہ کا نام دیا خلافت ظاہرہ کے قیام کے لئے تشدد اور محاربہ ضروری ہوتا ہے۔ حالانکہ خلافت باطنہ کا دور عموماً عدم تشدد کا ہوتا ہے اس کے بعد شاہ جی نے فرمایا مجھے انگریز سے نفرت ہے۔ قرآن سے محبت ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں قرآن کی تعلیم کو عام کیا جائے۔

عقیدہ ختم نبوت سے کامل آگاہی علامہ انور شاہ کشمیری اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی کوششوں کا ہی

نتیجہ ہے۔ آج مجھے نہایت خوشی ہے کہ حضرت امیر شریعت کے فرزند اور ان کی جماعت مجلس احرار قرآن کریم کی تعلیم و تبلیغ کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں اور وسائل وقف کئے ہوئے ہیں۔ ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری کی سرپرستی میں ملک بھر میں بارہ دینی مدارس اس مشن کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ ایک تبلیغی سیاسی اور تحقیقی مجلہ ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" صحافتی محاذ پر مصروف جہاد ہے۔ عصر حاضر میں دین اسلام کے خلاف پیدا ہونے والے فتنوں مرزائیت اور رافضیت و سبائیت کی تردید و مذمت میں اپنا سب کچھ قربان کئے ہوئے ہیں۔ اس جدوجہد میں وہ شخصیت پرستی کے باطل نظریہ کے سبب پیدا ہونے والے عقیدتوں کے بتوں کو پوری جرأت کے ساتھ مسمار کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت امیر شریعت کے فرزندوں اور ان کی جماعت مجلس احرار اسلام کی جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کرے (آمین)

# دو مظلوم
# قرآن اور بخاری

جنوری ۱۹۴۸ء میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمتہ اللہ علیہ حضرت امیرِ شریعت رحمتہ اللہ علیہ سے ملنے خان گڑھ تشریف لے گئے۔ نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب انہیں شاہ جی کے مکان پر لے چلے۔

مردانِ خانہ کی طرف بڑھے تو دیکھا کہ شاہ جی دھوپ میں بیٹھے قرآنِ پاک کا مطالعہ فرما رہے ہیں۔

نواب زادہ نصر اللہ خاں نے شاہ جی کو خاص کیفیت میں مصروفِ مطالعہ پا کر۔۔۔۔۔ بے اختیار کہا۔۔۔۔۔ قاضی جی!۔۔۔۔ وہ دیکھو دو مظلوم!۔۔۔۔۔

"قرآن اور بخاری"

ایک لاوارث مصحف! اور ایک معتوب روزگار انسان!

دونوں ہی انسانیت کی گمراہی پر ملول ہیں

ایک جھکا ہوا

ایک پھٹا ہوا

(روایت: ادیب الاحرار منور غوری مرحوم)